ایک حدیث

توبہ کا وقت کب تک ہے

ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے حضور کا ایک ارشاد یوں نقل کیا ہے :

ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر۔ — اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو جائے۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ انسان لغزش سے بالکل پاک نہیں ہو سکتا خواہ عمداً ہو یا سہواً۔ اس کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت انس سے ترمذی ہی نے یوں روایت کی ہے کہ :

کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون۔ — بنی آدم بڑے ہی خطا کار ہوتے ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہے جو بڑا ہی توبہ کرنے والا ہو۔

ہم ثقافت کے کسی پرچے میں اس حدیث کی تشریح کر چکے ہیں اسے دیکھ لینا مفید ہوگا۔ یہاں صرف اتنی بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ بے گناہ اور بے خطا ہونا انسان کی کوئی بڑی صفت نہیں۔ یہ صفت حیوانات میں زیادہ پائی جاتی ہے یعنی وہ غلطی نہیں کرتے۔ فرشتے بھی نہ گناہ کرتے ہیں نہ غلطی۔ لیکن انسان گناہ گار بھی ہے اور خاطی بھی۔ اور یہی اس کا خاص وصف ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ، اور وہ ہے توبہ۔

توبہ کے معنی ہیں لوٹ آنا یعنی جس طرح وہ غلط سمت میں چلا گیا ہے اسی طرح اپنے صحیح مرکز پر واپس آجائے۔ جاتے وقت صحیح مرکز کی طرف پشت ہو گئی تھی اور واپسی کے وقت اس کی پیٹھ اسی غلط چیز کی طرف ہو گی جدھر پہلے اس نے اپنا رُخ کر لیا تھا۔

توبہ کا مطلب صرف "استغفر اللہ الخ" کی زبانی تکرار نہیں۔ زبان سے اگر استغفر اللہ نہ بھی کہے مگر عملاً اپنے صحیح مرکز پر آکر غلط کام سے باز آجائے تو یہ عین توبہ ہو گی۔ لیکن عمل کچھ نہ ہو اور زبان پر استغفار کی تکرار ہو تو یہ کوئی توبہ نہ ہو گی۔ توبہ کا مقصد صرف یہ ہے کہ غلط روش سے انسان صحیح روش پر آجائے اور اس کی زندگی سنور جائے۔ اگر زندگی شدھرنے سنورنے کا کوئی موقع ہی نہ رہا ہو تو توبہ بے معنی ہو جاتی ہے۔

یوں تو انسان کو ہر آن یہ خطرہ رہتا ہے کہ شاید ابھی موت آجائے اور اسی طرح وہ طویل العمر ہونے کے باوجود بھی یہ آس لگائے رہتا ہے کہ ابھی بہیں اور جینا ہے۔ زندگی کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان موت کے منہ سے زندہ سلامت

تحمل آتا ہے اور نہایت بے خطر زندگی میں اچانک مرجاتا ہے۔ تاہم اسباب کے پیشِ نظر بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ زندگی کی غالب اُمید کی جاتی ہے اور بعض شکلیں ایسی بھی ہیں جن میں زندگی سے مایوسی یا موت کا یقین غالب ہوتا ہے۔ جب تک زندگی کی آس باقی ہے اس وقت تک توبہ مفید ہے کیونکہ مقصد زندگی کا سدھرنا، سنورنا اور تلافی مافات کرنا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی اچانک خلاف توقع مرجائے لیکن اس کا ارادہ تو بہرحال یہی ہوتا ہے کہ اب اپنی زندگی کو سنوار لیں گے اور اگر زندگی کی کوئی توقع نہ رہی ہو تو ظاہر ہے کہ اب سدھرنے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ اس لئے یہ توبہ بھی بےکار اور بے معنی ہے۔ ہاں کوئی خاص اعجاز ہو اور وہ بچ جائے اور اس کے بعد وہ اپنی زندگی کو سدھارے تو یہ اللہ کی خاص رحمت ہوگی۔ لیکن وہ شخص بہرحال اپنی جگہ یہی سمجھ رہا تھا کہ زندگی اب ختم ہو چکی ہے اور اصلاح عمل کا موقع جاتا رہا۔ قرآن پاک میں بھی جابجا توبہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ عمل صالح یا اصلاحِ حال کا ذکر ہوتا ہے مثلاً فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح الخ (مائدہ)، ثم تاب من بعدہ واصلح (انعام)، فان تابا واصلحا الخ (نساء)، ثم تابوا من بعد ذالک واصلحوا (نحل)، سب کا مفہوم یہی ہے کہ توبہ کا مقصد اصلاحِ حال ہے نہ کہ محض زبانی استغفار۔

حدیث زیرِ بحث میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان کی توبہ اسی وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک اس کی جان کنی نہ شروع ہو چکی ہو۔ جان کنی کے بعد کوئی موقع اصلاح حال کا باقی نہیں رہتا جو توبہ کا اصل مقصد ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کو سزائے موت دے دی گئی ہو اور رہا ہونے کے تمام امکانات ختم ہو چکے ہوں تو اس کا شمار بھی ان ہی لوگوں میں ہے جو زندگی سے مایوس ہونے کے بعد توبہ کرتے ہیں اور ان کی توبہ مفید نہیں ہوتی۔

حدیث زیرِ بحث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ عین قرآنی تعلیم کے مطابق ہے۔ قرآن کا فیصلہ توبہ کے بارے میں یوں ہے کہ:

لیست التوبۃ للذین یعملون السیأت حتیٰ اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن ...... الخ (نساء)	توبہ ان لوگوں کے لئے مفید نہیں جو بُرائیاں کرتے رہتے ہیں پھر جب ان میں سے کسی کو احتضار موت ہوتا ہے تو پکار اُٹھتا ہے کہ اب میری توبہ ہے ......

قرآن میں جس چیز کو حضور موت یا احتضار موت سے تعبیر کیا گیا ہے اسی چیز کو زیرِ بحث حدیث میں مالم یغرغر کہا گیا ہے۔

ایک ضروری بات اور بھی یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ دراصل ایک ابتدائی قدم ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ جس راہ پر پہلے تھے اب اس پر نہ چلیں گے۔ لیکن انسان صرف اتنی سی بات سے چھٹکارا نہیں پاتا۔ اس کے لئے ایک ضروری قدم ابھی باقی رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ کر چکا ہے اس کی کماحقہٗ تلافی بھی کرے۔ اگر کسی کو ایک طمانچہ رسید کر دیا ہے تو اس کی توبہ صرف اسی قدر نہیں کہ استغفر اللہ پڑھ کر یہ ارادہ کرے کہ اب یہ حرکت نہیں کرینگے

بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو طمانچہ وہ رسید کر چکا ہے اس کی تلافی بھی کرے۔ مثلاً اس سے معافی مانگے یا اُلٹا بدلہ دینے کے لئے اس کی طرف اپنا منہ پیش کر دے یا اس کے ساتھ کوئی ایسی اعلیٰ نیکی کرے کہ وہ طمانچہ خود ہی فراموش ہو جائے اور اس کے دل میں اس طمانچے کی کوئی خلش نہ باقی رہے۔ توبہ قبول تو ہوتی ہے زندگی سے مایوس ہونے سے پہلے پہلے تک۔ اور مغفرت ہوتی ہے تلافی کر چکنے کے بعد۔ مغفرت کے معنی ہی ہیں پوشش یعنی ڈھانپ لینا اور اس کی شکل صرف تلافی ہے نہ کہ محض زبانی استغفار یا فقط باز آجانا۔

انسان کا ارتقاء اسی میں ہے کہ وہ غلطی کرے تو اس کی ایسی تلافی کرے کہ وہ غلطی فراموش ہو جائے، ڈھپ جائے۔ اگر وہ توبہ و تلافی نہ کرے تو وہ حیوانوں سے بھی نیچے گر جاتا ہے اور توبہ و تلافی کرے تو فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لغزش و خطا سے پاک ہو وہ حیوان تو ہو سکتا ہے، فرشتہ بھی ہو سکتا ہے لیکن اس میں کوئی ارتقا نہ ہوگا۔ ارتقا ٹھوکریں کھا کھا کر سنبھلنے میں ہے نہ کہ ایک حالت پر قائم رہنے میں۔ یہی سبب ہے کہ خلافتِ ارضی کا مستحق بے گناہ، بے خطا، تسبیح خواں اور معصوم فرشتوں کو نہیں سمجھا گیا بلکہ اُسی آدم کے سر پر تاجِ خلافت رکھا گیا جو خاطی تھا، گناہ گار تھا اور بقول ملائکہ مفسد بھی تھا اور خوں ریز بھی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں معصومیت کے ساتھ جمود تھا اور یہاں لغزشیں زینۂ ارتقاء تھیں۔ اسی ارتقاء کے لئے شرط یہی ہے کہ موقع ختم ہونے سے پہلے پہلے ہی توبہ و تلافی کر لی جائے۔ اور یہی اشارہ ہے زیرِ نظر حدیث نبوی میں۔

توبہ کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ اگر ایک رسّی پر بوجھ ڈالا جائے اور اس بوجھ میں مسلسل اضافہ کیا جاتا رہے تو بالآخر ایک نہ ایک بوجھ ایسا ہوگا جو رسّی کو توڑ دیگا۔ اس نقطۂ انکسار (BREAKING POINT) پر پہنچنے سے پہلے پہلے اگر اس کا بوجھ ہلکا کر دیا جائے تو رسّی ٹوٹنے سے محفوظ ہو جائے گی ورنہ اس کا ٹوٹ جانا ضروری ہے۔ بعینہٖ اسی طرح زندگی کا نقطۂ انکسار غرغرہ یا احتضار ہے۔ اس سے پہلے تو توبہ و تلافی بھی مفید ہو سکتی ہے۔ لیکن اس نقطۂ انکسار کے آجانے کے بعد رسی ٹوٹ کر ہی رہے گی۔ توبہ کے معنی ہیں نقطۂ انکسار پر پہنچنے سے پہلے بوجھ کو ہلکا کر دینا۔ (م - ج)

ریاض السنت

مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ ندوی پھلواروی

قیمت آٹھ روپے

مقامِ سنّت

مصنفہ مولانا محمد جعفر شاہ ندوی پھلواروی

قیمت دو روپے

پتہ:- ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور